سورة النساء

آیات ۱۴۲ - ۱۴۹

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ
ذٰلِكَ ۖ ۗ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ
النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ
اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا
عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا
﴿۱۴۷﴾ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا
﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

سورۃ النساء

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اجتماعیت کی اعلیٰ ترین شکل ریاست-

خاندان کی مضبوطی کا دارومدار میاں بیوی، ماں باپ، اولاد، اقرباء، یتامیٰ کے حقوق کے تحفظ

ریاست کا استحکام- داخلی اور خارجی محاذ پر اتحاد و یکجہتی

منافقین ریاست کو کھوکھلا کرتے ہیں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت اسلامی اجتماعت کے فرائض میں سے

آیات ۱-۴۳ اسلامی حسن معاشرت کے احکام

امتِ مسلمہ کو خطاب۔احکام شریعت (عائلی، خاندانی حقوقِ یتامیٰ، وراثت، جنسی بے راہروی، نکاح، حقوقِ نسواں...)

1

آیات ۴۴-۵۷ اہل کتاب کو خطاب

ان کو دعوت، ان کی گمراہی کا بیان، ان کی اوہام پرستی نبی اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے کا انجام

2

آیات ۵۸-۵۹ رعایا اور حکومت کے حقوق و فرائض

حقِ امانت کی ادائیگی، عدل وانصاف کی پاسداری وبالادستی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت

3

آیات ۶۰-۱۱۵ نفاق اور جہاد کے مباحث

منافقین کی متضاد روش، انکا جہاد اور رسولؐ کی اطاعت سے گریز، انکی کفر سے ہمدردیاں، مسلمانوں کا ان سے معاملہ

4

آیات ۱۱۶-۱۳۴ بنی اسرائیل اور مشرکین سے خطاب

اولاد ابراہیم کی دونوں شاخوں کو توحید کی دعوت، ان کی گمراہی، ان کی خوش فہمیاں، استبدالِ قوم کی دھمکی

5

آیات ۱۳۵-۱۵۲

اسلام کا نظامِ عدل و قسط قائم کرنے کا حکم

نفاق سے بچنے کی تاکید، اہل نفاق کی خصوصیات

6

آیات ۱۵۳-۱۷۵ اہل کتاب (نصاریٰ) کو خطاب

یہود کو بھی خطاب، عیسائیوں کے عقیدے کی تصحیح (کہ وہ قتل نہیں ہوئے، عقیدۂ تثلیث کی مذمت، اسلام کی دعوت

7

آیات ۱۷۶- آیت کلالہ

قانونِ وراثت کی ایک ذیلی شق کی وضاحت

8

آیات ...149- 142

رکوع ۲۱

اس رکوع میں بھی نفاق کا مضمون جاری

- منافقین کی خصوصیات (ان کے طرزِ عمل)
- دین کے معاملے میں تردد اور تذبذب
- منافقین و کفار کے ساتھ ولایت کا رشتہ رکھنا
- منافقین کا انجام اور دائمی ٹھکانہ
- منافقین کے بدترین انجام سے ممکنہ استثناء
- اسلامی اجتماعیت کی سالمیت (Integrity) کے لیے اقدام

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ - بیشک منافق لوگ

(خ د ع)

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ - دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو

خَادَعَ يُخَادِعُ ، مُخَادَعَةً.. دھوکہ بازی کرنا (III)

وَهُوَ خَادِعُهُمْ - اور وہ ان کو دھوکہ دینے والا ہے

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ - اور جب بھی وہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے

قَامُوْا كُسَالٰى - تو وہ کھڑے ہوتے ہیں انتہائی سستی سے

كَسِلَ يَكْسَلُ ، كَسِلًا
کاہل ہونا، سستی کرنا

كُسالىٰ ، كَسْلَان کی جمع (جس کام میں سستی نہ کرنی چاہیے اس میں سستی کرنا

يُرَآءُوْنَ النَّاسَ - دکھاتے ہوئے لوگوں کو

رِئَاء ریاکاری (دکھاوا)

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ - اور وہ نہیں یاد کرتے

رَاءَى يُرَائِي ، مُرْآءَةً (III)
ریاکاری کرنا، دکھاوا کرنا

اِلَّا قَلِيْلًا - مگر تھوڑا سا

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾

یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ در
حقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے جب یہ نماز کے
لیے اٹھتے ہں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر
اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں

Behold, the hypocrites seek to deceive Allah, but it is they who are being deluded by Him. When they rise to Prayer, they rise reluctantly, and only to be seen by men. They remember Allah but little

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمۡ‌ ۚ وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۙ (۱۴۲)

منافقین کی خود فریبی

- سلسلہ کلام منافقین سے متعلق چل رہا ہے گذشتہ آیات میں انہی کی علامات اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں تاکہ مسلمان حق و باطل کی کشمکش کے اس فیصلہ کن مرحلے میں نفاق اور منافقین کو اچھی طرح پہچان لیں
- ساتھ ساتھ نصیحت اور اصلاح کا انداز بھی۔ ان کمزور ایمان مسلمانوں کے لیے جو منافقین کے پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے تھے
- منافقین کی جسارتوں کا یہ عالم کہ وہ اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ چالبازی کرنا چاہ رہے ہیں
- یہ نفاق کے لوازمات میں سے ۔ منافقین ہمیشہ خدا کو دھوکا اور فریب دینے کے درپے رہتے ہیں۔
- لیکن اللہ کے ساتھ دھوکا بازی کرنے والادراصل خود دھوکے میں ہے ، یہی اللہ کی ان سے چال ہے کہ اللہ ان کی رسی دراز کرتا رہتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی چالوں میں کامیاب ہو رہے ہیں۔
- وہ جیسے جیسے اپنے برے ارادوں کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں اللہ ان کے لیے راستے کھولتا چلا جا رہا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے ارادوں میں کامیاب ہو رہے ہیں ، حالانکہ وہ اس انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں جو جہنم کی صورت میں ان کے انتظار میں ہے پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ جب آتی ہے تو اس سے نہ کسی کو مفر ہے اور ان کوئی اس سے چھڑانے والا

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

- ان کی دھوکہ بازی کی ایک مثال نماز کے متعلق ان کا رویہ — چونکہ صدرِ اسلام میں کسی شخص کا نماز سے غیر حاضر رہنے کا کوئی تصور ہی نہیں تھا اور نماز کے لیے ان کا مسجد میں نہ آنا واضح طور پر انہیں مسلمانوں سے الگ کر دیتا تھا اس لیے انہیں چار و ناچار حاضر ہونا پڑتا تھا، لیکن کس کیفیت میں؟
- سچے مخلص اہل ایمان تو ذوق و شوق سے نماز کے لیے آتے، وقت سے پہلے مسجدوں میں پہنچ جاتے تھے، نماز سے فارغ ہو کر بھی مسجدوں میں ٹھہرے رہتے تھے، اور ان کی ایک ایک حرکت سے ظاہر ہوتا تھا کہ نماز سے ان کو حقیقی دلچسپی ہے۔
- ان کے برعکس منافقین پر یہ سارا عمل بڑا بھاری تھا، اذان کی آواز سنتے ہی ان کی جان پر بن جاتی تھی، دل پر جبر کرکے اٹھتے، آنے کے انداز سے معلوم ہوتا کہ خود نہیں آرہے انہیں زبردستی لایا جا رہا ہے، جماعت ختم ہوتے ہی اس طرح بھاگتے گویا کہ کسی قیدی کو رہائی ملی ہے، ان کی تمام حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ خدا کے ذکر سے کوئی رغبت نہیں رکھتے۔
- اس کے بعد منافقین کی نماز پڑھنے کی اصل وجہ بھی بیان فرما دی گئی کہ وہ نماز محض مسلمانوں کو دکھانے کے لیے پڑھتے ہیں۔ مقصود اللہ کا ذکر نہیں ہوتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان انھیں دیکھیں اور حاضری لگا دیں تاکہ انھیں اطمینان ہو جائے کہ ہم مسلمان ہیں منافق نہیں۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ ۙ

- کسی کام کو سستی، بے رغبتی اور دل کی آمادگی کے بغیر کرنا کسلان ہے
- نماز کو میل ورغبت اور نشاط کے ساتھ قائم کرنا اور اس کی ادائیگی ضروری ہے
- نماز اور عبادت میں ریاکاری، منافقین کی صفات میں سے اور منافقت کی علامت ہے۔
- عبادت میں اخلاص لازمی اور ریاکاری سے اجتناب ضروری ہے
- نماز اور عبادت میں ریاکاری اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکا ہے۔
- خدا کی یاد اور اس کی طرف توجہ کا بہترین وسیلہ نماز ہے۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

ذَبْذَب يُذَبْذِبُ ، ذَبْذَبَةً دو باتوں کے درمیان معلق/متردد ہونا

مُذَبْذَبِيْنَ - مُترَدِّد ہوتے ہوئے (ذ ب ذ ب)

مُذَبْذَب مُضطرب یا متردد ہونے والا , ڈانوڈول - (Undeceive)

مُذَبْذَب ایسی معلق شَے جو ہمیشہ ادھر ادھر حرکت کرتی رہے اور کبھی بھی ایک جگہ نہ ٹھہرے

بَيْنَ ذٰلِكَ - اس کے درمیان (وَبَيْنَ ذٰلِكَ - اور اس کے درمیان)

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ - اور نہ اِس طرف ہوتے ہوئے

هٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ جمع قریب - یعنی مومنین کی طرف

وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ - نہ اُس طرف ہوتے ہیں

هٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ جمع قریب - یعنی کافروں کی طرف

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ - اور جس کو گمراہ کرتا ہے اللہ

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ - تو، تو ہرگز نہیں پائے گا اس کے لیے

سَبِيْلًا - کوئی راستہ

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

کفر و ایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں نہ پورے اِس طرف ہیں نہ
پورے اُس طرف جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لیے تم کوئی
راستہ نہیں پا سکتے

They dangle between the one and the other (faith and disbelief), and belong neither to these nor to those completely. And he whom Allah lets go astray, for him you can find no way

محمد اقبال

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾

منافقین کی حالت نفاق کی مزید ابتری

- یہ منافقین کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں ، کسی طرف بھی یکسو نہیں ہیں
- نہ اہل ایمان کے ساتھ مخلص ہیں اور نہ اہل کفر کے ساتھ۔ نہ ان کے ساتھ یکسو ہیں اور نہ ان کے ساتھ۔
- جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دے اسے کوئی بھی راہ ہدایت نہیں دکھا سکتا ۔اس کے کیا معنی ہیں ؟
- جو حق کو پہچان کر اس سے ہدایت نہ پائے، سچائی سے منحرف ہو کر باطل پرستی کی طرف راغب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ادھر ہی پھیر دیتا ہے جس طرف وہ خود جانا چاہتا ہے، ضلالت و گمراہی کی طرف رغبت کی بناپر اللہ اس پر ہدایت کے دروازے بند اور ضلالت کے راستے کھول دیتا ہے
- یہ بات کہ کس انسان کو کس راہ پر چلنے کا اذن ملتا ہے اور کس راہ کی رہروی کے اسباب اس کے لیے ہموار کیے جاتے ہیں، تو اس کا انحصار سراسر آدمی کی اپنی طلب اور سعی پر ہے۔
- اگر کوئی شخص خدا سے لگاؤ رکھتا ہے، سچائی کا طالب ہے، اور خالص نیت سے خدا کے راستے پر چلنے کی سعی کرتا ہے، تو اللہ اسی کا اذن اسی کی توفیق اسے عطا فرماتا ہے اور اسی راہ پر چلنے کے اسباب اس کے لیے موافق کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس گمراہی کا انتخاب کرنے والے کے لیے اللہ ہدایت کے دروازے بند کر دیتا ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو

لَا تَتَّخِذُوا - تم لوگ مت بناؤ

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ - کافروں کو کارساز

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ - مؤمنوں کے علاوہ

اَتُرِيْدُوْنَ - کیا تم لوگ چاہتے ہو

أرادَ يُرِيْدُ ، إرادةً چاہنا، ارادہ کرنا (IV)

اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ - کہ تم بناؤ اللہ کے لیے

عَلَيْكُمْ - اپنے اوپر (خلاف)

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا - ایک واضح دلیل

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو؟

Believers! Do not take the unbelievers as your allies in preference to the believers. Do you wish to offer Allah a clear proof of guilt against yourselves?

محمد اقبال

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

مسلمانوں کے بالمقابل کفار سے دوستی

- اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی کا معنی " دوست ، ہمراز ، مددگار " ۔ قرآن کریم میں متعدد مواقع پر مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں (اس سب مواقع کا لبِ لباب یہ ہے کہ)

  مسلمان کبھی بھی غیر مسلموں کو اپنا " راز داں دوست " نہ بنائیں (جسے قرآن میں بطانہ کہا گیا ہے)،

  اس سے اس بات کا امکان رہتا ہے کہ ان کے قومی و ملی راز اور کمزوریاں ان لوگوں کے ہاتھ لگ سکتی ہیں جو اگر دشمن بن جائیں تو انہیں سخت نقصان پہنچا سکتے ہیں
- غیر مسلموں سے عام معمول کے تعلقات اور اگر وہ غیر حربی ہوں تو لین دین کے تعلقات رکھنے میں کوئی حرج نہیں تاہم ایسے تعلقات جس کی زد مسلمانوں پر یا ان کے مفاداتپر پڑتی ہو اور کافران تعلقات کی وجہ سے مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرسکتا ہو اسطرح کے تعلقات رکھنے کی ہرگز اجازت نہیں
- اگر ایسے کفار جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اقدامات کرنے والے ہوں، انہیں نقصان پہنچاتے ہوں، ان کے مقاماتِ مقدسہ پر قبضہ کرنے والے ہوں، سے مسلمان دوستی کریں گے تو یہ کفر کی حمایت اور اسلام سے دشمنی ہے۔ یہ جرم کو معمولی جرم نہیں ہے یہ مسلمانوں سے غداری کا زمرہ ہے اور اس سے وہ اللہ کو صریحاً اپنے خلاف حجت فراہم کر رہے ہیں
- کفار کی دوستی اور سرپرستی (ولایت) قبول کرنا اللہ کے مقابلے میں محاذ آرائی کے مترادف ہے۔

کفار سے دوستی

مسلمانوں کو ہدایات کے حوالے سے قرآن کا ایک تکرار والا موضوع
(سورة آلِ عمران آیت ۲۸ کی روشنی میں)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور دوست ہر گزنہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہاں یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرز عمل اختیار کر جاؤ مگر اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمھیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے

قرآن کے اس موضوع (کفار سے تعلقات) پر مزید سلائیڈز - اضافی مواد کے حصے میں..

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ‌ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيۡرًا ۙ‏ ﴿۱۴۵﴾

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ - یقیناً منافق لوگ (ہوں گے)

فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ - سب سے نچلی گہرائی میں

مِنَ النَّارِ - آگ میں سے

وَلَنۡ تَجِدَ - اور تو ہرگز نہیں پائے گا

لَهُمۡ نَصِيۡرًا - ان کے لیے کوئی مددگار

دَرَک - درجہ، طبقہ (نیچے کا)

دَرَج - درجہ، طبقہ (اوپر کا)

اَسْفَل - سفل (سفولاً) سے افعل التفضیل کا صیغہ (سب سے نیچے)

یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو اُن کا مددگار نہ پاؤ گے

Surely the hypocrites shall be in the lowest depth of the Fire and you shall find none to come to their help.

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَ أَصْلَحُوا وَ اعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَ أَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا ۔ سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی

وَ أَصْلَحُوا ۔ اور اصلاح کی

وَ اعْتَصَمُوا بِاللَّهِ ۔ اور مضبوطی سے پکڑا اللہ کو

وَ أَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ ۔ اور خالص کیا اپنے دین کو اللہ کے لیے

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۔ تو وہ لوگ مؤمنوں کے ساتھ ہیں

وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ ۔ اور عنقریب دے گا اللہ

الْمُؤْمِنِينَ ۔ مومنین کو

أَجْرًا عَظِيمًا ۔ ایک شاندار بدلہ

(ع ص م)

اِعْتَصَمَ يَعْتَصِمُ ، اِعْتِصَامًا

مضبوطی سے پکڑنا، تھامنا (VIII)

يُؤْتِ اصل میں يُؤْتِي تھا، آخر میں ي گر گیا

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾

البتہ جو اُن میں سے تائب ہو جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کا دامن تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دیں، ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور اللہ مومنوں کو ضرور اجر عظیم عطا فرمائے گا

Except those who re-pent and mend their ways and hold fast to Allah and make their faith exclusive to Allah. Those people shall be numbered with the believers and Allah will certainly bestow on the believers a great reward.

محمد اقبال

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ

منافقین کا ابدی ٹھکانا

- آتش جہنم کا سب سے نچلا اور پست ترین طبقہ منافقین کا ٹھکانا ہوگا۔ منافقین کا درجہ کفار سے بھی نیچے ہے (جہنم کے متعدد طبقات ہیں اور اس کا عذاب شدت و ضعف کے لحاظ سے مختلف مراتب کا حامل)
- بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ صریح کفر کے مقابلے میں ان کا یہ مذبذب ایمان بھی تو بہر حال کچھ قیمت رکھتا ہی ہے۔
- اس ممکنہ غلط فہمی کی بہت واضح طور پر علی الاعلان تردید کی دی گئی کہ نہیں، اس کی نہ صرف کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ نفاق کا مظہر ہے اور اس نفاق پہ بدترین سزا دی جائے گی
- ان کو اس انجام سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی سوائے توبہ کے - اور اس کے لیے اصلاح، اعتصام باللہ اور اخلاص کی شرط ہے۔
- اس توبہ کے لوازمات- (۱) اپنے رویے کی اصلاح کریں، (۲) اعتصام یعنی اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑیں، (۳) اخلاص یعنی اللہ و رسول کی مخلصانہ اطاعت کریں، بغیر کسی تذبذب اور ریا کے۔
- توبہ کا دروازہ اور واپسی کا راستہ سب لوگوں حتی منافقین کیلئے بھی کھلا ہے۔
- منافقین کی خصوصیات اور توبہ کے قبول کئے جانے والی شرائط کے ساتھ نسبت-ہر گناہ کیلئے ایک خاص توبہ ہے

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ - کیا کرے گا اللہ

بِعَذَابِكُمْ - تمہارے عذاب کو (تمہیں عذاب دیکر)

اِنْ شَكَرْتُمْ - اگر تم شکر کرو

وَ اٰمَنْتُمْ - اور ایمان لاؤ

وَ كَانَ اللّٰهُ - اور اللہ ہے

شَاكِرًا عَلِيْمًا - قدر شناس، خوب جاننے والا

شَاكِر : شکر کرنے والا (لیکن اگر یہ لفظ اللہ کے لیے آئے تو شکر قبول کرنے والا (قدر دان)

آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو اللہ بڑا قدر دان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے

Why should Allah deal chastisement to you if you are grateful to Him and believe? Allah is All-Appreciative, All-Knowing.

مَا يَفۡعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمۡ اِنۡ شَكَرۡتُمۡ وَ اٰمَنۡتُمۡ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيۡمًا ﴿۱۴۷﴾

اللہ کو عذاب دینا پسند نہیں

○ شکر کے اصل معنی اعتراف نعمت یا احسان مندی کے ہیں۔ اس حوالے سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے ساتھ احسان فراموشی اور نمک حرامي کا رویہ اختیار نہ کرو، بلکہ صحیح طور پر اس کے احسان مند بن کر رہو، تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ تمھیں سزا دے۔

○ شکر اور شکر کا رویہ کیا ہے؟ ایک محسن کے مقابلے میں شکریہ ہے کہ:

(۱) آدمی دل سے اس کے احسان کا اعتراف کرے، احسان کو اسی کی طرف منسوب کرے جس نے دراصل احسان کیا ہے، کسی دوسرے کے احسان کے شکریہ اور نعمت کے اعتراف میں اس کا حصہ دار نہ بنائے

(۲) زبان سے اس کا اقرار کرے، دل اپنے محسن کے لیے محبت اور وفاداری کے جذبہ سے لبریز ہو اور اس کے مخالفوں سے محبت واخلاص اور وفاداری کا ذرہ برابر تعلق بھی نہ رکھے

(۳) عمل سے احسان مندی کا ثبوت دے، وہ اپنے محسن کا مطیع وفرمان بردار ہو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کے منشاء کے خلاف استعمال نہ کرے۔

○ اللہ ان معنوں میں شاکر کہ بندوں کے شکر کا قدردان ہے، ان کے شکر کو قبول کرتا ہے اور صلہ دیتا ہے

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ - نہیں پسند کرتا اللہ

الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ - نمایاں کرنا برائی کو

جَهْر : آواز بلند کرنا، اعلانیہ کہنا

(جَهْری اور سِری)

مِنَ الْقَوْلِ - بات سے

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ - سوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا

وَ كَانَ اللّٰهُ - اور اللہ تعالیٰ ہے

سَمِيْعًا عَلِيْمًا - خوب سننے والا، خوب جاننے والا

(ب د و)

أَبْدَى يُبْدِي ، إِبْدَاءً: ظاہر کرنا (IV)

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا - اگر تم نمایاں کرو کسی بھلائی کو

تُبْدُوْا اصل میں تُبْدُوْنَ تھا، اِن شرطیہ کی وجہ سے نون گر گیا

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾

اَوْ تُخْفُوْهُ - یا چھپاؤ اس کو

أخْفَى يُخْفِي ، إخْفَاءً: چھپانا (١٧)

تُخْفُوْ (تُخْفُوْا) اصل میں تُخْفُوْنَ تھا، اِنْ شرطیہ کی وجہ سے نون گر گیا

اَوْ تَعْفُوْا - یا معاف کرو

عَفا يَعْفُو ، عَفْوًا– معاف کرنا

عَنْ سُوْٓءٍ - کسی برائی سے

سُوْء - برائی

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ - تو یقیناً اللہ ہے

عَفُوًّا - بے انتہا درگزر کرنے والا

عَفُوًّا – عَفْوًا سے مبالغے کا صیغہ (بہت درگذر کرنے والا)

قَدِيْرًا - پوری قدرت رکھنے والا

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا
﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾

اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بد گوئی پر زبان کھولے، الا یہ کہ کسی پر ظلم
کیا گیا ہو، اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے، (مظلوم ہونے کی صورت
میں اگرچہ تم پر بد گوئی کا حق ہے) لیکن اگر تم ظاہر و باطن میں بھلائی ہی کیے
جاؤ، یا کم از کم برائی سے در گزر کرو، تو اللہ کی صفت بھی یہی ہے کہ وہ بڑا
معاف کرنے والا ہے حالانکہ سزا دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے

Allah does not like speaking evil publicly unless one has been wronged. Allah is All-Hearing, All-Knowing. (Even though you have the right to speak evil if you are wronged), if you keep doing good -whether openly or secretly -or at least pardon the evil (then that is the attribute of Allah). Allah is All-Pardoning and He has all the power to chastise.

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الۡجَہۡرَ بِالسُّوۡٓءِ مِنَ الۡقَوۡلِ اِلَّا مَنۡ ظُلِمَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ سَمِیۡعًا عَلِیۡمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنۡ تُبۡدُوۡا خَیۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡہُ

اسلامی اجتماعیت میں ایک دوسرے کی بد گوئی

- فلسفہ دین کے بہت اہم بنیادی نکات میں سے تمدنی اور معاشرتی معاملات سے متعلق ایک اہم ہدایت
- یہ سورۃ اسلامی تصور حیات سے بحث کرتی ہے ، جس میں فرد اور معاشرہ موضوعِ بحث ہیں ، اس آیت کریمہ کا رخ بھی تطہیر نفس اور تطہیر معاشرہ کی طرف ہے
- مقصود یہ ہے کہ اس اسلامی اجتماعیت کے افراد کے درمیان باہم مکمل اعتماد اور اتحاد و یگانگت کی فضا قائم رہے
- وہ یہود و منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں اس کے لیے انہیں ہدایات (safeguards) دی گئیں، مسلمان یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ بدلہ لیں لیکن عفو و درگزر اور فراخدلی بہرحال انصاف کے ترازو سے بھی زیادہ اونچا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیبت اور بد گوئی کو ناپسند فرماتے ہیں۔ اگر اس نئے معاشرے میں ایک بھائی دوسرے بھائی پر ظلم کرتا ہے اور مظلوم بھائی معاف کر دیتا ہے تو یہ فعل اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسندیدہ ہے۔ اللہ خود بھی معاف کر دیتا ہے حالانکہ وہ انتقام پر قادر ہوتا ہے
- قرآن نے اپنی تعلیمات سے افراد کی تطہیر بھی کی لیکن ساتھ ساتھ اس ماحول کی تطہیر بھی کی جس میں وہ افراد بس رہے تھے، اس لیے دنیا کے اندر ایک انقلاب برپا کرنے کے لیے اور قلوب کو فتح کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس اجتماعت کے افراد دنیا کے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اعلیٰ اخلاقی معیار پر فائز ہوں

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ

برائی و ایذاء کی شکایت کی حدود

- اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اجتماعیت میں ایک دوسرے کی بدگوئی کو حرام قرار دیا ہے صرف وہی شخص بدگوئی کر سکتا ہے جس پر ظلم ہوا ہو۔
- یہ اس لیے کہ بدگوئی اور بدزبانی کے آثار معاشرے میں بہت ہی برے نتائج پیدا کرتے ہیں، اس سے بدگمانی اور دشمنی جنم لیتی ہے پھر اس کی لپیٹ میں ان افراد سے جڑے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو پورے ماحول کو زہر آلود کر دیتی ہے اور یہ چیز اسلامی اخوت و بھائی چارے کی جڑ کاٹ دینے والی ہے
- اسلامی قانون لوگوں کی شہرت اور عزت کی حفاظت صرف اسی حد تک کرتا ہے، جب تک وہ ظلم و زیادتی نہ کریں۔ جب وہ ظلم کا ارتکاب کریں تو پھر وہ اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ ان کی حیثیت عرفی کو قانونی تحفظ دیا جائے۔
- ظلم کے ارتکاب کے بعد مظلوم کو یہ قانونی حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اور ایک حد تک بدگوئی بھی کرے (یہ واحد استثناء ہے جو مظلوم کے سلسلے میں ہے)
- قرآن نے صرف بدگوئی کی ممانعت (صرف منفی حکم) ہی نہیں دیا بلکہ (مثبت حکم) بھلائی کا حکم بھی دیا کہ برائی پر عفو و درگزر سے کام لینا بہر حال ایک پسندیدہ عمل ہے جو صفات الٰہیہ میں سے ایک اہم صفت ہے

آیات ...149- 142

رکوع ۲۱

اس رکوع میں بھی نفاق کا مضمون جاری

- منافقین کی خصوصیات (ان کے طرزِ عمل)
- دین کے معاملے میں تردد اور تذبذب
- منافقین و کفار کے ساتھ ولایت کا رشتہ رکھنا
- منافقین کا انجام اور دائمی ٹھکانہ
- منافقین کے بدترین انجام سے ممکنہ استثناء
- اسلامی اجتماعیت کی سالمیت (Integrity) کے لیے اقدام

اضافی مواد

Reference Material

کفار سے دوستی

مسلمانوں کو ہدایات کے حوالے سے قرآن کا ایک تکرار والا موضوع
(سورۃ آلِ عمران آیت ۲۸ کی روشنی میں)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ
اللّٰهِ فِىْ شَىْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور دوست ہر گز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہاں یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرز عمل اختیار کر جاؤ مگر اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے

لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ شَیۡءٍ

وقتی اور مستقل ہدایات

- اس آیتِ مبارکہ کے خصوصی پسِ منظر میں یہاں "مومنین" سے مراد مذبذب مسلمان اور "کافرین" سے مراد یہود ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ایک مستقل پالیسی بھی دی گئی
- وہ مسلمان جو کچھ اپنے ذاتی مصالح کی وجہ سے اسلام کے مستقبل کے حوالے سے ابھی تک یکسو نہ ہوئے تھے یہود کی طرف میلان رکھتے تھے، یہود اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں کرتے تھے اس میں وہ ان کو آلہ کار بنا لیتے تھے اور یہ ان کے آلہ کار بن جاتے تھے انہیں یہاں مخاطب کیا گیا کہ ان کے ساتھ دلی محبت، قلبی رشتہ، جذباتی تعلق، باہمی نصرت و تعاون اور ایک دوسرے کے پشت پناہ ہونے کا رشتہ قائم کر لینے کی اجازت نہیں ہے (اللہ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ یہ تعلق اللہ کو پسند نہیں)
- مسلمانوں کا ایک بنیادی فریضہ چونکہ دعوت کا ہے اس لیے یہاں غیر مسلموں سے مطلق تعلقات رکھنے سے منع نہیں کیا گیا اسی لیے مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کی قید لگائی گئی ہے۔
- اس طریقے سے ایک دائمی اصول بتا دیا گیا کہ غیر مسلم (ممالک) سے تعلقات کی نوعیت کیسی ہونی چاہیے؟

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ

غیر مسلموں کی ساتھ یہاں کس تعلق سے منع کیا گیا ہے؟

○ ایسا تعلق جو مسلمانوں کے خلاف ہو یا مسلمانوں کو نظر انداز کر کے قائم کیا جائے، جس تعلق میں مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچتا ہو یا مسلمانوں میں عقیدے کے تحفظ میں دراڑیں پڑنے کا اندیشہ ہو،ایسی تمام صورتوں میں مسلمانوں کو غیر مسلموں سے تعلقات قائم کرنے سے منع فرمایا گیا

تعلقات کی نوعیت کے اعتبار سے تعلقات کی چار صورتیں ممکن ہیں

1. **موالاۃ کا تعلق** : یہ قلبی اور محبت کا تعلق ہے دو شخصوں یا دو قوموں کے درمیان ایسے تعلق کا قائم ہو جانا جو حمیت اور حمایت کے جذبے کی صورت اختیار کر لے اور دونوں ایک دوسرے کی نگہبانی اور پاسبانی کا عہد کر لیں (یہ موالات ہے) یہ قلبی رشتہ صرف مسلمانوں کے درمیان ہونا چاہیے، غیر مسلموں کے ساتھ اس کی اجازت نہیں

2. **مواساۃ کا تعلق** : یہ ہمدردی، خیر خواہی اور نفع رسانی کا تعلق ہے - غیر مسلموں کے ساتھ دین اور عقیدے کے اختلاف کے باوجود انسانی رشتہ رکھنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے کسی ناگہانی آفت (natural disasters) میں اُن کی مدد کرنا (بشرطیکہ وہ مسلمانوں سے حالتِ جنگ میں نہ ہوں)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ

3. **مدارت کا تعلق** : یہ ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ کا تعلق ہے اس کی بھی غیر مسلموں کے ساتھ اجازت ہے بلکہ دو مواقع پر یہ ضروری (ا) وہ غیر مسلم گروہ یا ملک جو مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں یا وہاں اسلام کی دعوت و تبلیغ سے قبولیتِ اسلام کے مواقع ہوں (۲) کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کا مہمان ہو تو اس کا اکرام اور اس کے ساتھ دوستانہ برتاؤ ضروری

4. **معاملات کا تعلق** : تمام ممالک کو اپنے اقتصادی حالات کی بہتری اور ملکی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ صنعت و حرفت کا تبادلہ، ایک دوسرے سے اجرت اور ملازمت کے معاہدے، تجارتی ترجیحات وغیرہ، ایسے معاملات غیر مسلموں کے ساتھ رکھنے کی مسلمانوں کو آزادی دی گئی ہے

- مسلمان، غیر مسلموں سے موالات کے تعلق کے سوا باقی تعلقات رکھ سکتے ہیں (ماسوا حربی کافروں کے)
- **حربی کافر**: وہ کافر (ملک) جن کے ساتھ مسلمان حالت جنگ میں ہوں۔ آجکل حالت جنگ کی دو قسمیں
- (ا) باقاعدہ جنگ کی صورت (۲) باقاعدہ جنگ کی صورت نہ ہو لیکن موقع ملنے پر نقصان پہنچانے کے درپے ہوں، فوجیں ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں، جاسوسی کی فعال سرگرمیاں وغیرہ- ایسے ملک کے ساتھ مذاکرات کے علاوہ کوئی دوسرا تعلق قائم نہیں کیا جاسکتا

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

- مسلمانوں کو بتایا گیا کہ حالات کچھ بھی ہوں انسانوں کا خوف تم پر اتنا نہ چھا جائے کہ خدا کا خوف دل سے نکل جائے لہٰذا اپنے بچاؤ کے لیے اگر بدرجہ مجبوری کبھی کفار کے ساتھ تقیہ کرنا (مصلحت سے کام لینا) پڑے، تو وہ بس اس حد تک ہونا چاہیے کہ اسلام کے مشن اور مسلمانوں کی جماعت کے مفاد اور کسی مسلمان کی جان و مال کو نقصان پہنچائے بغیر تم اپنی جان و مال کا تحفظ کر لو
- لیکن اگر وہ اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہیں اور اس سے کوئی ایسا کام لینا چاہیں جس سے مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو اسے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں
- اس آیتِ کریمہ کے اس حصے میں مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں سے تعاون کرنے کے بارے میں ہدایات پر روشنی پڑتی ہے
- اپنی جان بچانے کے لیے تو کلمہ کفر کہہ دینے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو، لیکن مسلمانوں کے مفادات کے خلاف یا مسلمانوں کی اجتماعی مصلحتوں کو نقصان پہنچا کر کسی کام کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ اس کے لیے اگر جان بھی دینی پڑے تو دینا ہو گی کیونکہ مسلمانوں کی اجتماعی مصلحتیں، مسلمانوں کی جان اور اسلام کی عزت و آبرو اس کی جان سے زیادہ قیمتی ہیں
- لیکن اگر کسی نے ایسا کیا تو اللہ کے محاسبے سے ہرگز نہ بچ سکے گا. جانا تو سب کو اسی کے پاس ہے

مساجد میں آنا، انہیں آباد کرنا، مساجد کے آداب

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ﴿١٤٢﴾

وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

نماز کے لیے مسجد کی طرف آنا

- آپ ﷺ نے فرمایا ۔ مساجد روئے زمین پر اللہ تعالی کے ہاں محبوب ترین جگہیں ہیں (أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا ، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا) رواه مسلم
- مساجد، بیوت اللہ ہیں، اللہ تعالی نے انہیں اپنی جانب ان کے اعزاز اور شرف کی وجہ سے منسوب فرمایا
- اسی حوالے سے ان میں آنے والوں اور ان کو آباد کرنے والوں کی فضیلت آئی ہے
- عَنْ سَلْمانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَن تَوَضَّأَ في بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ أتى المَسْجِدَ فَهو زائِرُ اللَّهِ، وحَقٌّ عَلى المَزُورِ أنْ يُكْرِمَ الزّائِرَ» وأخْرَجَهُ ابْنُ أبِي شَيْبَةَ، وأحْمَدُ۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو اپنے گھر سے اچھی طرح وضو کرکے مسجد میں آئے تو وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ یوں میزبان (یعنی اللہ) پر اس کا حق ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت و اکرام کرے
- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ، إِلَّا تَبَشْبَشَ اللَّهُ لَهُ، كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ» سنن ابن ماجه - جو مسلمان نمازوں اور اللہ تعالٰی کے ذکر کیلئے مساجد کو اپنا ٹھکانا بنالیتا ہے تو اللہ تعالٰی اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے گھر کے لوگ اپنے کسی گمشدہ کے واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں

مساجد سے تعلق

- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ الْآيَةَ سنن ابن ماجه ۔آپ ﷺ نے فرمایا" جب تم کسی شخص کو مسجد میں (نماز کے لیے) پابندی سے آتے جاتے دیکھو تو اس کے ایمان کی شہادت دو " اللہ تعالیٰ نے فرمایا : «إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله» " اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پہ ایمان رکھتے ہیں " (سورۃالتوبۃ : ١٨) ۔
- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ» :إنَّ لِلْمَساجِدِ أوْتادًا، المِلائِكَةُ جُلَساؤُهُمْ، إنْ غابُوا يَفْتَقِدُونَهُمْ، وإنْ مَرِضُوا عادُوهُمْ، وإنْ كانُوا في حاجَةٍ أعانُوهم. ثُمَّ قالَ: جَلِيسُ المَسْجِدِ عَلى ثَلاثِ خِصالٍ؛ أخٍ مُسْتَفادٍ، أوْ كَلِمَةٍ مُحْكَمَةٍ أوْ رَحْمَةٍ مُنْتَظَرَةٍ – (صححه الألبانی فی صحيح الترغيب) جو لوگ کثرت سے مسجدوں میں جمع رہتے ہیں وہ مسجدوں کے کھونٹے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں، اگر وہ مسجدوں میں موجود نہ ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں، اگر وہ کسی ضرورت کیلئے جائیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں
- عن أبي هريرة قالَ: قالَ رسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ في ظِلِّهِ يَوْمَ لا ظِلَّ إلَّا ظِلُّهُ: إمامٌ عادِلٌ، وشابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ تَعالى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌفي المَساجِدِ، .... متفقٌ عَلَيْهِ – نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ اپنے سایہ میں سایہ عطا کرے گا۔ جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے....

مساجد سے تعلق

- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”کیا میں تمہیں ایسی چیز سے آگاہ نہ کروں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟“ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کیوں نہیں! آپؐ نے فرمایا: ”ناگواریوں باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مساجد تک زیادہ قدم چلنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، سو یہی رباط (شیطان کے خلاف جنگ کی چھاؤنی ہے) (إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ)
- إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ
- اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوۃ دیتا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے، پس ایسے لوگ اُمید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔
- بادلِ نخواستہ مسجد آنا، دیر سے آنا، کسمساتے ہوئے آنا، مسجد میں دل نہ لگنا، نماز پڑھ کے فوراً بھاگ کھڑا ہونا وہ چیزیں ہیں جو نفاق کی نشانیاں بتائی گئی ہیں
- اس کے برعکس رویے جیسے مسجد تعمیر کرنا، ذوق و شوق سے مسجد آنا، مسجد کے انتظامات اور اس کی ضروریات پوری کرنا، مسجد میں (نماز کے وقت سے پہلے آکر) بیٹھے رہنا، مسجدیں آباد کرنا ... یہ سارے کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت پسند ہیں یہ ایمان اور مومنین کی نشانیوں میں سے ہیں

مساجد ۔ سوئے ادب افعال

- موجودہ زمانے میں موبائل فون کی حیثیت کسی شخص کی بنیادی ضروریات کی سی ہو گئ ہے اور ہر شخص فون اپنے ساتھ لیے پھرتا ہے
- مساجد میں موبائل فون کے استعمال اور دوران نماز فون کی مختلف قسم کی گھنٹیوں (Ring Tones) کا بجنا، نماز میں توجہ بٹنے کا اہم سبب ہے، یہ مسجد کے تقدس اور ادب کے بھی سخت خلاف ہے
- اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات مسجد کے تقدس کو برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہوں گے :

☞ جہاں تک ممکن ہو فون اپنے ساتھ مسجد میں نہ لے کے جائیں (حقیقی ضرورت صرف ان افراد کی ہو سکتی ہے جو ضروری خدمات (essential services) یا کسی ایمر جنسی خدمت پر مامور ہوں)

☞ اگر ناگزیر ضروت کی بنا پر فون مسجد میں اپنے ساتھ لے جانا ضروری ہو تو مسجد میں داخلے سے پہلے فون بند (off) کر دیں یا کم از کم اس کی گھنٹی (Ring Tone) بند کر دیں

☞ مسجد میں قیام کے دوران اگر فون آ رہا ہو تو فون کال نہ سنیں (اِلّا یہ کہ آپ کسی ضروری / ایمر جنسی خدمت پر مامور ہیں اور یہ فون کال اس سلسلے میں ہو)۔ نماز سے فارغ ہو کر فون کرنے والے کو فون کر لیں

☞ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد فوراً فون کھول کر سوشل میڈیا پیغامات دیکھنا شروع نہ کر دیں، یہ وقت مسنون اذکار کا ہے انہیں سوشل میڈیا کے پیغامات سے تبدیل (Replace) نہ کریں

مساجد ۔ سوئے ادب افعال

- نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر فون کا استعمال کریں (مسجد کے اندر فون کا استعمال سوئے ادب ہے)
- اگر نماز سے پہلے فون بند کرنا یا اس کی گھنٹی بند کرنا بھول گئے ہیں اور دورانِ نماز فون بجنا شروع ہو جاتا ہے تو بلا تاخیر فون کی گھنٹی بند کر دیں (بجتی ہوئی گھنٹی سے نمازیوں کی نماز اور توجہ میں سخت خلل واقع ہوتا ہے، جو شیطان کے اہداف میں سے ہے)، اس بنا پر بعض علماء نے نماز توڑ کر فون بند کرنے کی بھی اجازت دی ہے (اگر ایسا کرنا پڑے مثلاً فون کی بجتی گھنٹی بند نہ ہو رہی ہو)
- فون کی گھنٹی (Ring Tone) میں موسیقی اور گانے لگانا سخت معیوب اور ناپسندیدہ ہے، اسی طرح علماء نے رنگ ٹون کی جگہ قرآنی آیات وکلماتِ اذان کا رکھنا بھی ناجائز قرار دیا ہے اس لیے کی اس سے ان کی تحقیر اور تذلیل لازم آتی ہے

موبائل فون عصر حاضر کی ایجادات میں سے ایک گرانقدر اور بیش قیمت ایجاد اور نعمت ہے جس کے دستیاب ہونے سے لوگوں کے لیے بہت ساری سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں لیکن (سوشل میڈیا کی صورت میں) اس کا بہت زیادہ اور غیر متناسب استعمال لوگوں میں بہت ساری نفسیاتی بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ موبائل فون کا اعتدال اور آداب کے ساتھ استعمال میں یقیناً کوئی حرج نہیں اور ایک حقیقی مومن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام نعمتیں اسی احساسِ ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرتا ہے (کہ نعمتوں کے بارے میں اللہ کے ہاں سوال ہوگا)